سوال

(185)احکام ومسائل عیدالفطر

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ﷺآبا(

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

م السلام ورحمة الله وبركاته!

والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

لی رات :

ات میں عبادت کرنے کے متعلق متعدد احادیث مروی ہیں، ایک دو پیش خدمت ہیں :

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : «مَنْ قَامَ لَيْلَتَيِ الْعِيدَيْنِ مُحْتَسِبًا لِلَّهِ لَمْ يَمُتْ قَلْبُهُ يَوْمَ تَمُوتُ الْقُلُوبُ» (ابن ماجہ ... ج ۲ ص ۶۵۲)

وامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص ثواب کی نیت سے عیدین راتوں کو زندہ رکھے گا، یعنی عبادت میں لگا رہے گا تو حشر کے روز اس کا دل زندہ رہے گا۔''

۲۔ عیدین کی رات بکثرت عبادت کرنے والے قیامت کے روز عذاب سے مامون وسلامت رہیں گے۔ (طبرانی)

بہر حال اس سلسلہ میں مرفوع حدیثیں بھی آئی ہیں جو ضعیف ہیں۔ (دیکھئے مجمع الزوائد : ص ۱۹۹ ۔ تلخیص الجبیر : ص ۸۰ ج ۲)

ل :

ر کے دن غسل مستحب ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین عیدین کے دن غسل کیا کرتے تھے۔ زاد المعاد میں ہے : وكان يغتسل لعيدين وصح الحديث فيه۔

وَلٰكِن ثَبَتَ عَنِ ابْنِ عمر مَعَ شِدَّةِ اِتباعه لِسُنَّة انه كان يَغْتَسِلُ يَوْمَ العيد۔ (زاد المعاد : ج ۱ ص ۴۴۶)

ے رسول اللہ ﷺ عیدین کی نماز قبل غسل کیا کرتے تھے اس بارے میں صحیح حدیث بھی مروی ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اتباع سنت میں بڑے سخت تھے وہ بھی عید کی دن غسل کیا کرتے تھے۔''

نئے یا دھلے ہوئے کپڑے پہننا

نحضرت ﷺ سے عید کے لئے نئے کپڑے رکھنے ثابت ہیں :

جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَلْبَسُ بُرْدَ حِبَرَةٍ فِي كُلِّ عِيدٍ۔ (رواہ الشافعی، نیل الاوطار : ص ۳۲۲ ج ۳)

ﷺ ہر عید کے موقع پر اچھی قسم کا یمنی لباس زیب تن فرمایا کرتے تھے۔''

بو :

ر کے دن خوشبو لگانے کے استحباب میں بہت سی روایات مروی ہیں۔ ایک روایت یہ بھی ہے :

عَنْ حَسَنٍ أَنَّهُ أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نَتَطَيَّبَ ب، أَوْجُودَمَا نَجِدُ فِي العيدين۔ (تلخیص الجبیر : کتاب صلوۃ العیدین ج ۲ ص ۸۱)

، ہم کو حکم دیا کہ ہم عیدین میں عمدہ ترین خوشبو لگایا کریں۔''

ا کر عیدالفطر پڑھنی چاہیے :

ں بارے میں متعدد احادیث مروی ہیں۔ ایک یہ بھی ہے :

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ : «كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغْدُو يَوْمَ الفِطْرِ حَتَّى يَأْكُلَ تَمَرَاتٍ وَيَأْكُلُهُنَّ وِتْرًا۔ (رواہ احمد وبخاری ج ۱ ص ۱۳۰)

لرم ﷺ عیدالفطر کے دن چند کھجوریں تناول فرما کر نماز ادا کرنے کے لئے عید گاہ تشریف لے جاتے۔''

وم ہوا کہ عیدالفطر کی نماز سے پہلے میٹھی چیز کھانا سنت ہے، اگر کھجوریں کھائی جائیں تو وتر کھائی جائیں۔

ہ جانا چاہیے :

زعید کی ادائیگی کے لیے پیدل جانا بہتر ہے ۔ اس سلسلہ میں بہت سی حدیثیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار مروی ہیں ۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :

قَالَ مِنَ السُّنَّةِ أَن يَخرُجَ إِلَى العيدِ ماشيا ۔ وقال الترمذی حدیث حسن ۔ (ترمذی مع تحفۃ الأحوذی ، نیل الأوطار ج ۳ ص ۳۲۴)

ھنے کے لئے پیدل جانا سنت ہے ۔ ''

رت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق لکھا ہے :

كَانَ يَخرُجُ إِلَى العِيدِ مَاشِيًا ، وَيعودُ مَاشِيًا » (سبل السلام : ج ۳ ص ۷۰)

اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عید کے لئے پیدل آیا جایا کرتے تھے ۔ ''

ل الاوطار میں ہے :

وَقَد ذَهَبَ أَكثَرُ العُلَمَاءِ إِلَى أَنَّهُ يُستَحَبُّ أَن يَأْتِيَ إِلَى صَلَاةِ مَاشِيًا ۔ (نیل الأوطار : ص ۳۲۶ ج ۳)

ماء اس طرف گئے ہیں کہ نماز عید کے لئے پیدل جانا مستحب ہے ۔ ''

نیں نماز عید میں ضرور جائیں :

رتیں نماز عید میں ضرور شرکت کریں بلکہ حائضہ عورتیں بھی ضرور جائیں اور مومنین کی دعا میں شرکت کریں ۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے :

عَن أُمِ عطية قالت أَمَرَنَا نَبِيُّنَا صَلَّى اللہُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ بِأَن نُخرِجَ العَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الخُدُورِ وَزَادَ فِي حَدِيثِ حفصه وَيَعتَزِلنَ الحُيَّضُ المُصَلَّى (بخاری مع فتح الباری ج ۲ ص)

عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ہمیں فرمایا کہ ہم نوجوان پردہ داروں حتیٰ کہ حیض والی عورتوں کو بھی لے کر عیدگاہ چلیں تاکہ وہ برکت کے مقام پر حاضر ہوں اور مومنوں کی دعا شرکت کریں ، البتہ حائضہ عورتیں نماز عید میں شرکت نہ کریں ۔ ''

ت :

رتوں کو عیدگاہ میں جانے کی اجازت نہیں ہے ، لیکن ان کا یہ فتویٰ صحیح احادیث کے خلاف ہے ، تاہم محققین حنفیہ نے بھی اب اجازت دے دی ہے ، چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں :

إستحبَ خُرُوجُ الجَمِيعِ حَتَّى الصِّبيان والنساء ۔ (حجۃ اللہ البالغۃ : ج ۲ ص ۲۷)

اسلام کا شعار ہے لہذا) مردوں کے علاوہ سب بچوں اور عورتوں کا بھی عیدگاہ جانا مستحب ہے ۔ ''

نرت انور شاہ کاشمیری فرماتے ہیں :

أَصل مذهبنا جواز خروج النساء إلى العيدين ۔ (العرف الشذی : ص ۲۴۲)

مل مذہب تو یہی ہے کہ عورتیں عیدگاہ میں جا سکتی ہیں ۔ ''

ں کو عید کی نماز میں سنگھار وغیرہ کرن کے جانے سے ثواب کے بجائے الٹا گناہ لازم آتا ہے ، تاہم یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک ضروری ہے کہ عورتیں عیدگاہ میں حاضر ہوں ۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں :

أنهما قال حق على كل ذات نطاق الخروج إلى العيدين ۔ (فتح الباری : پ ۴ ص ۵۳۰)

امہ شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

ں ۳۲۷ ج ۳)

وسری ہم معنی حدیثوں سے عورتوں کا عیدگاہ میں جانا شرعی طور پر ثابت ہو جاتا ہے ۔ کنواری ، بیوہ ، جوان ، بوڑھی اور حائضہ میں فرق کئے بغیر ، مگر یہ کہ وہ عدت گزار رہی ہو یا اس کا نکلنا فتنہ کا باعث ہو اور یا پھر وہ معذور ہو ۔ ''

م محمد بن اسماعیل الیمانی فرماتے ہیں :

وَالحَدِيثُ دَلِيلٌ عَلَى وُجُوبِ إِخرَاجِهِنَّ ، وَفِيهِ أَقوَالٌ ثَلَاثَةٌ (: الأَوَّلُ) : أَنَّهُ وَاجِبٌ ، وَبِهِ قَالَ الخُلَفَاءُ الثَّلَاثَةُ أَبُو بَكرٍ وَعُمَرُ وَعَلِيٌّ وَيُؤَيِّدُ الوُجُوبَ مَا أَخرَجَهُ ابنُ مَاجَه ، وَالبَيهَقِيُّ مِن حَدِيثِ ابنِ عَبَّاسٍ « أَنَّهُ - صَلَّى اللہُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ - كَانَ يُخرِجُ نِسَاءَهُ وَبَنَاتِهِ فِي العِيدَينِ ۔ (سبل السلام : ص ۶۵ ج ۲)

''عورتوں کو عیدگاہ لے جانے پر حدیث وال ہے ۔ اس میں تین قول ہیں : (۱) عورتوں کا نماز عید میں شریک ہونا واجب ہے ، یہ قول تین کلفائے راشدین حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے ، عورتوں کو عیدگاہ لے جانے کے وجوب پر یہ حدیث دلا

ۃ الفطر کے مختصر احکام :

زَكوٰةُ الفطر طُهرَةٌ لِلصَّائِمِ م ، نَ اللَّغوِ والرفث طعمة للمساكين ۔ (ابوداوَد ، ابن ماجہ وغیرہ ص ۱۳۲)

طر روزے دار کے روزہ کو لغو اور بے ہودہ باتوں کے نقصان سے بچانے اور عید کی خوشیوں میں مساکین کو شامل کرنے کا نام ہے ۔ ''

ۃ الفطر ہر ایک پر واجب ہے :

عَنِ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّہُ عَنهُمَا ، قَالَ : « فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللہُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الفِطرِ صَاعًا مِن تَمرٍ ، أَو صَاعًا مِن شَعِيرٍ عَلَى العَبدِ وَالحُرِّ ، وَالذَّكَرِ وَالأُنثَى ، وَالصَّغِيرِ وَالكَبِيرِ مِنَ المُسلِمِينَ ۔ (بخاری : ج ۱ ص ۲۱۴)

ِبن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے صدقہ فطر فرض قرار دیا ہے غلام، آزاد مرد اور عورت، چھوٹے اور بڑے مسلمان پر۔''

یہ اور بعض دوسرے حلقوں کے نزدیک صدقہ فطر کے لئے صاحب زکوۃ ہونا ضروری ہے، مگر ان کا یہ کیال درست نہیں۔

انچہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

وۃ الفطر ملک نصاب بل تحب علی من ملک صاعا فاضلا عن قوت یوم العید ولیلتہ وھو قول الجمھور۔ (اختیارات ابن تیمیۃ)

ادائیگی کے لئے صاحب نصاب ہونا کوئی ضروری نہیں، بلکہ صدقہ فطر ہر اس شخص پر واجب ہے جس کے پاس عید کے دن اور رات کی جرورت سے فاضل ایک صاع غلہ ہو۔''

سابق (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ) کی شرح میں ہے :

وَفیہِ دَلِیلٌ لِلشَّافِعِیِّ وَالْجُمْھُورِ فِی أَنَّھَا تَجِبُ عَلَی مَنْ مَلَکَ فَاضِلًا عَنْ قُوتِہِ وَقُوتِ عِیَالِہِ یَوْمَ الْعِیدِ۔ (نووی شرح مسلم : ص ۳۱۷ ج ۱)

۴۔ صدقہ فطر ایک صاع فی کس دینا ضروری ہے، کوئی جنس بھی ہو، گیھوں کے نصف صاع ہونے پر کوئی دلیل موجود نہیں اور ابو سعید کدری رضی اللہ عنہ کی نص صریح کے مقابلہ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے قیاس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اگر کسی نے صحیح حدیث کے مقابلہ میں حضرت امیر معاویہ ر

یباً ۲ سیر گیارہ چھٹانک بنتا ہے۔ (اعشاری نظام کے مطابق صاع [illegible])

ِفطر عید کی نماز سے پہلے ادا کرنا چاہیے :

ِالفطر کی نماز سے پہلے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا جروری ہے، ورنہ بعد از نماز عید صدقہ فطر ادا نہیں ہوگا بلکہ وہ عام صدقہ ہوگا۔

۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ : «فَرَضَ رَسُولُ اللَّہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَکَاۃَ الْفِطْرِ طُھْرَۃً لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ، وَطُعْمَۃً لِلْمَسَاکِینِ، مَنْ أَدَّاھَا قَبْلَ الصَّلَاۃِ، فَھِیَ زَکَاۃٌ مَقْبُولَۃٌ، وَمَنْ أَدَّاھَا بَعْدَ الصَّلَاۃِ، فَھِیَ صَدَقَۃٌ مِنَ الصَّدَقَاتِ۔ (ابن ماجۃ: ص ۱۳۶ باب صدقۃ الفطر)

۲۔ عن ابن عمر ان رسول اللہ ﷺ کان یأمُرُ باخراج الزکوۃ قبل الخروج للصلوۃ یوم الفطر۔ (تحفۃ الأحوذی : ص ۲۹ ج ۲)

ز عید کو جانے سے پہلے صدقہ ادا کرنے کا حکم دیا کرتے تھے ورنہ بعد میں یہ عام صدقہ ہوگا۔

ید کھلے میدان میں :

ع بھی ۱۵۴ ج ۱)

دن بارش آگئی تو آنحضرت ﷺ نے لوگوں کو مسجد میں نماز پڑھائی۔''

ِالمعاد میں ہے :

وھدیۃن فعلھما فی المصلی دائما ولَم یُصَلِّ الْعِیدَ بِمَسْجِدِہِ إِلَّا مَرَّۃً وَاحِدَۃً أَصَابَھُمْ مَطَرٌ فَصَلَّی بِھِمُ الْعِیدَ فِی الْمَسْجِدِ۔ (زاد المعاد : ص ۱۲۱ ج ۱)

''آنحضرت ﷺ نے نماز عیدین ہمیشہ کھلے میدان میں ادا فرمائی، صرف ایک دفعہ بارش کی وجہ سے مسجد میں پڑھی تھی (بخاری شریف میں اس مضمون کی متعدد روایات موجود ہیں۔ ملاحظہ ہو بخاری شریف، ص : ۱۳۱)

لی نماز کا وقت :

حیٰ کی نماز کا وقت اگرچہ بہ نسبت عید الفطر کے پہلے ہوجاتا ہے، تاہم سورج کے نکلنے کے تھوڑی دیر بعد عید الفطر کی نماز کا وقت بھی ہوجاتا ہے۔ ابوداؤد میں ہے :

عَنْ عَبْدِ اللَّہِ بْنِ بُسْرٍ، أَنَّہُ خَرَجَ مَعَ النَّاسِ یَوْمَ فِطْرٍ أَوْ أَضْحًی [illegible] ص ۳۲۲ ج ۳)

م نے نماز عید الفطر یا نماز عید الاضحیٰ میں کر دی تو حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نے اس تاخیر پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ ہم چاشت کے وقت نماز عید سے فارغ ہوجایا کرتے تھے۔''

عن جندب رضی اللہ عنہ قال : «کَانَ النَّبِیُّ۔ صَلَّی اللَّہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ یُصَلِّی بِنَا یَوْمَ الْفِطْرِ، وَالشَّمْسُ عَلَی قِیدِ رُمْحَیْنِ وَالْأَضْحَی عَلَی قِیدِ رُمْحٍ۔ (تلخیص الحبیر : ص ۱۴۴ ج ۱)

ندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ ہمیں عید الفطر اس وقت پڑھایا کرتے تھے جب سورج دو نیزے پر ہوتا تھا اور نماز عید الاضحیٰ اس وقت پڑھایا کرتے تھے جب سورج ایک نیزے پر ہوتا تھا۔''

ِین کے لئے اذان اور تکبیر نہیں :

لی نمازوں کے لئے اذان کہنی جائز نہیں ہے، چنانچہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :

ں ۳۳۵ ج ۳)

نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ متعدد دفعہ عید کی نمازیں بغیر تکبیر اور اذان [illegible])

ہ میں منبر نہیں چاہیے :

عید گاہ میں منبر لے جان خلاف سنت ہے، تاہم مروان بن حکم نے سیاسی مصلحتوں کے پیش نظر عید گاہ میں منبر کو استعمال کیا تھا جس پر حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے سخت تنقید فرمائی تھی۔ بخاری شریف (ص ۱۳۱ ج ۱) میں ہے :

مْ یَزَلِ النَّاسُ عَلَی ذَلِکَ حَتَّی خَرَجْتُ مَعَ مَرْوَانَ۔ وَھُوَ أَمِیرُ المَدِینَۃِ۔ فِی أَضْحًی أَوْ فِطْرٍ، فَلَمَّا أَتَیْنَا المُصَلَّی إِذَا مِنْبَرٌ بَنَاہُ کَثِیرُ بْنُ الصَّلْتِ

داؤد میں ہے :

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: أَخْرَجَ مَرْوَانُ الْمِنْبَرَ فِي يَوْمِ عِيدٍ، فَبَدَأَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا مَرْوَانُ، خَالَفْتَ السُّنَّةَ، أَخْرَجْتَ الْمِنْبَرَ فِي يَوْمِ عِيدٍ، وَلَمْ يَكُنْ يُخْرَجُ فِيهِ، ۔ (عون المعبود: ص ۴۴۳ ج ۱)

رضی اللہ عنہ [illegible] ۔

سے پہلے یا بعد کوئی نماز نہیں:

یث شریف کے مطابق عید سے پہلے یا بعد کوئی نماز نہیں ہے، تاہم گھر واپس آ کر نفلی نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الفِطْرِ، وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا۔ (تحفۃ الاحوذی: ص ۳۷۸ ج ۱)

ﷺ عید الفطر کے دن عید گاہ تشریف لائے اور دو رکعت نماز ادا فرمائی، عید کی دو رکعتوں سے پہلے اور بعد کوئی نماز نہ پڑھی۔ ''

تہ:

ل ہیں سے کچھ ۔

ہے کہ انتقال کی تکبیروں کے علاوہ کل بارہ تکبیریں کہنی چاہییں، سات پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے اور پانچ دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے۔ از روئے دلائل ہمارے نزدیک یہی مسلک راجح ہے، دلائل یہ ہیں؛

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فِي عِيدٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ تَكْبِيرَةً، سَبْعًا فِي الْأُولَى، وَخَمْسًا فِي الْآخِرَةِ۔ (نیل الأوطار: ص ۳۳۸ ج ۳ باب عدد تکبیرات)

زائد تکبیروں میں آنحضرت ﷺ کا عمل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ تکبیریں کہیں۔

وفی روایۃ قال: قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «التَّكْبِيرُ فِي الْفِطْرِ سَبْعٌ فِي الْأُولَى [illegible] (عون المعبود ج ص ۴۴۶ ج ۱)

یا: عید الفطر میں بارہ تکبیریں ہیں۔ سات پہلی رکعت میں اراء سے پہلے اور پانچ دوسری میں قرأت سے پہلے۔ ''

ہے:

ےَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «كَبَّرَ فِي الْعِيدَيْنِ الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ تَكْبِيرَةً فِي الْأُولَى سَبْعًا وَفِي الْأَخِيرَةِ خَمْسًا سِوَى تَكْبِيرَةِ الْإِحْرَامِ۔

قال شمس الحق فی المغنی حدیث عبداللہ بن عبدالرحمن الطائفی عن عمرو بن شعیب عن أبیہ عن جدہ۔ (اخرجہ ابو داؤد وابن ماجہ قال الترمذی فی علله الکبیر قال البخاری حدیث الطائفی ایضا صحیح والطائفی مقارب الحدیث، دار قطنی معنی زاد المعاد ج ۱ ص ۴۴۴)

ہے:

عن نافع أَنَّهُ قَالَ: شَهِدْتُ الْأَضْحَى وَالْفِطْرَ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ. فَكَبَّرَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى سَبْعَ تَكْبِيرَاتٍ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ. وَفِي الْآخِرَةِ خَمْسَ تَكْبِيرَاتٍ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ۔ (موطا امام مالک ص ۱۶۶)

ر میں نے دونوں عیدیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ پڑھیں، انہوں نے پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ تکبیریں کہیں اور دونوں میں قرأت سے پہلے (یہ اثر حکماً مرفوع ہے)

هٰذَا لَا يَكُونُ رَأْيًا إِلَّا تَوْقِيفًا يَجِبُ التَّسْلِيمُ۔ (تعلیق الممجد ص ۱۴۱ کشف الغطا حاشیہ ص ۱۶۶)

ہنا دی بات نہیں ہو سکتی۔ آنحضرت ﷺ کا حکم ضرور ہوگا۔ لہٰذا یہ واجب التسلیم ہے۔ ''

ی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَالَ الْعِرَاقِيُّ وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ وَالْأَئِمَّةِ قَالَ وَهُوَ مَرْوِيٌّ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَجَابِرٍ وَابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي أَيُّوبَ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَعَائِشَةَ وَهُوَ قَوْلُ الْفُقَهَاءِ السَّبْعَةِ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ وَعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَالزُّهْرِيِّ وَمَكْحُولٍ وَبِهِ يَقُولُ مَالِكٌ وَالْأَوْزَاعِيُّ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ، قَالَ الشَّافِعِيُّ وَالْأَوْزَ

مذہب یہی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی، حضرت ابوہریرہ، ابوسعید، جابر بن عبداللہ، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، ابوایوب، زید بن ثابت اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم کا بھی یہی قول ہے۔ فقہائے سبعہ، یعنی سعید بن مسیب عروہ بن زبیر، قاسم بن محمد، ابوبکر بن عبدالرحمان، کارجہ بن زید،

ں:

قَدِ اخْتَلَفَ النَّاسُ فِي التَّكْبِيرِ فِي الْعِيدَيْنِ، فَمَا أَخَذْتَ بِهِ فَهُوَ حَسَنٌ وَأَفْضَلُ ذٰلِكَ عِنْدَنَا مَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ۔ (مؤطا امام محمد: ص ۱۴۱)

تکبیروں میں اختلاف ہے جس پر تو عمل کرے اچھا ہے، لیکن ہمارے نزدیک نو تکبیروں والی روایت جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، افضل ہے۔ ''

یروں میں رفع یدین:

ں مرفوع اور صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ سے زوائد تکبیروں میں رفع یدین کیا کرتے تھے۔ عون المعبود میں ہے:

وَأَمَّا رَفْعُ الْيَدَيْنِ فِي تَكْبِيرَاتِ الْعِيدَيْنِ فَلَمْ يَثْبُتْ فِي حَدِيثٍ صَحِيحٍ مَرْفُوعٍ۔ (عون المعبود، ج ۱ ص ۴۴۸)

تاہم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما متبع سنت ہونے کے باوصف زوائد تکبیروں میں رفع یدین کیا کرتے تھے۔ (زاد المعاد ص ۱۲۱ ج ۱)

طبہ نماز عید کے بعد:

عید ادا کرنے کے بعد خطبہ پڑھنا چاہیے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانُوا يُصَلُّونَ الْعِيدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ۔ رواہ الجماعۃ إلا ابا داود۔ (نیل الأوطار: ص ۳۳۳ ج ۳)

ضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، سیدنا ابو بکراور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ خطبہ سے پہلے نماز عید ادا فرمایا کرتے تھے۔''

خطبہ :

م مالک فرماتے ہیں :

لا ینصرف حتی ینصرف الامام۔ (موطا امام مالک : ص ١٦٩)

بغیر نہ جانا چاہیے۔''

ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ عید میں تقویٰ، خشیت الٰہی اور اطاعت الٰہی پر زور دیتے اور امر بالمعروف، نہی عن المنکر کا وعظ فرماتے، جہاد وغیرہ کے لئے چندہ کی اپیل بھی کرتے۔

بدل کر آنا چاہیے :

مذی، ابوداوَد اور دوسری کتب حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عیدین ادا کر کے راستہ بدل کر تشریف لاتے۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج1ص535

محدث فتویٰ